رسائل و مسائل

مُردار کی کھال پر مزید بحث

از جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:۔ ترجمان اپریل ۷۷ء میں آپ کا مضمون مردار کی کھال کے بارے میں پڑھا۔ اس سے صرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسی کھال کو جب تک دباغت نہ دی جائے، اُس کی طہارت اور فروخت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لیے احتیاط کا پہلو بہرحال اسی میں ہے کہ غیر مدبوغ کھال کی خرید و فروخت سے اجتناب کیا جائے تاکہ اختلاف کے دائرے میں قدم نہ پڑنے پائے۔ یہ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ فقہائے حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر مدبوغ جلد میتہ سے انتفاع اور اُس کی بیع و شراء جائز نہیں ہے۔ مثلاً ہدایہ کتاب البیوع میں ہے **لا یجوز بیع جلود المیتۃ قبل ان تدبغ** (دباغت سے قبل مردار کی جلد کی بیع جائز نہیں)۔ لیکن آپ نے حنفیہ کے مسلک کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اگر آپ کو اس سے اختلاف ہو، تب بھی اس مسلک کو بالکل نظرانداز کر دینا تو صحیح نہیں ہے، جب کہ ہمارے ہاں اکثریت اسی پر عامل ہے۔ اگر آپ کو اس سے اختلاف ہو اور آپ کی نظر میں امام بخاری یا امام ابن شہاب زہری کا مسلک قوی تر ہو تو آپ اس کو اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسے معاملات میں توسّع ممکن ہے۔ مگر حنفیہ کا مذہب بیان ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو اس پر چلنا چاہے وہ غلط فہمی یا ناواقفیت کی بنا پر اُسے ترک نہ کرے۔

ہاں، احناف کے ہاں بھی اگر فتوے میں تبدیلی واقع ہو چکی ہو یا مختلف اقوال موجود ہوں تو پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ مگر ایسا میرے علم میں نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جون ۷۴ء کے ترجمان میں آپ نے ایک سوال کے جواب میں تعلیم قرآن اور خدمات دینیہ کی اُجرت کے جواز و عدم جواز پر بحث کر کے اسے جائز قرار دیا تھا۔ مگر ایک حنفی عالمِ دین نے اعتراض کرتے ہوئے آپ کو احکام القرآن

جصاص کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ ایسی اُجرت ناجائز ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں بہت سے متاخرین حنفیہ کے اقوال درج کر کے ستمبر ۸۰ء کے ترجمان میں دوبارہ تفصیل سے واضح کر دیا کہ اب حنفیہ کے ہاں بھی فتویٰ تبدیل ہو چکا ہے، اس لیے کوئی شخص اگر مناسب معاوضہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے اور دوسرے ائمہ اسے پہلے ہی سے جائز سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت ہو یا جو بھی صورت ہو اگر بہتر خیال کریں تو اس مسئلے پر اس پہلو سے دوبارہ روشنی ڈالیں کہ احناف کا موقف اس معاملے میں کیا ہے اور اس سے آپ کو کہاں تک اتفاق یا اختلاف ہے۔

جواب: مجھے معلوم ہے کہ حنفی فقہاء کا فتویٰ یہی ہے کہ غیر مذبوح جانور کی غیر مدبوغ کھال کی بیع جائز نہیں ہے۔ ہدایہ کی عبارت اور اس طرح کے دوسرے اقوال سے میں ناواقف نہیں ہوں، نہ میں نے اپنی بحث میں انہیں قصداً یا بلاوجہ نظر انداز کیا ہے۔ حنفیہ کے اس فتوے میں کوئی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ لیکن فقہائے حنفیہ جب جلد کی طہارت و نجاست اور اس کی خرید و فروخت کے مسائل پر بحث کرتے ہیں تو وہ جلدِ میتہ کی بیع اور اس سے انتفاع کے لیے جس "دباغت" کو شرط قرار دیتے ہیں وہ اُس دباغت سے بالکل مختلف ہے جسے لغوی یا فنی اعتبار سے عملِ دباغت کا نام دیا جاتا ہے اور جو مطبوعہ سوال و جواب میں سائل اور میرے پیش نظر تھی۔ لغت کے معروف معنوں میں دباغت کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کھال کو سکھایا اور گلنے سڑنے سے بچایا جائے۔ پھر اس کی بُو اور دیگر آلائشوں کو زائل کیا جائے اور کیمیاوی یا نباتاتی اشیاء کی مدد سے اُسے نرم کر کے اور پکا کر کے چمڑے یا پوستین وغیرہ کی شکل میں تبدیل کیا جائے۔ حنفیہ کے نزدیک اس کے بجائے اگر مردہ جانور کی کھال کو خشک کر کے رطوبت دُور کر دی جائے اور فقط دھوپ یا ہوا میں اس کو حتی الوسع بُو سے پاک کر لیا جائے تو طہارت حاصل ہو جاتی ہے اور ایسی کھال کو کام میں لایا اور بیچا جا سکتا ہے۔ حنفی کتب کے ابواب البیوع میں بعض اوقات پوری تفصیل نہیں ملتی کیونکہ اس سے پہلے طہارت و نجاست کے ابواب میں مصنف بحث کر چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے پوری جزئیات کو معلوم کرنے کے لیے دونوں مقامات کا دیکھنا ضروری ہے۔

آپ نے بھی ہدایہ، کتاب البیوع کا حوالہ تو دے دیا ہے، مگر طہارت کے ابواب غالباً نہیں دیکھے۔ ورنہ کتاب الطہارت، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء کے اواخر میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

ما یمنع النتن والفساد فھو دباغ وان کان تشمیسا او تتریبا۔

(جو ترکیب بھی جلد میں بُو کو روک دے اور اُسے گلنے سڑنے نہ دے، وہی دباغت ہے خواہ

یہ مقصود دھوپ لگانے سے یا مٹی ڈالنے سے حاصل ہو)

کنز الدقائق میں بھی طہارت کے لیے مطلوب دباغت کی یہی تعریف بیان کی گئی ہے۔ مختصر القدوری کی شرح جوہرۃ نیرہ میں مزید تفصیل یوں ہے:

"الدباغ نوعان، حقیقی کالقرظ والشب والعفص و قشور الرمان واشباہ ذلک وحکمی کالشمس و التراب۔

(دباغت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک حقیقی جو مثلاً کیکر، ببول، انار وغیرہ کی چھال سے دی جاتی ہے، دوسری حکمی جو محض دھوپ یا مٹی کی مدد سے ہو)۔

دوسری نوعیت کی حکمی دباغت، جو طہارت کا حکم لگانے کے لیے کافی ہے، اس کے بارے میں شرح القدوری کے اس مقام پر مزید بیان کیا گیا ہے کہ حکماً مدبوغ کھال اگر دوبارہ پانی سے گیلی ہو جائے تو بعض کے نزدیک اس میں نجاست عود کر آتی ہے اور بعض کے نزدیک یہ پاک ہی رہتی ہے اور یہ دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ دباغت کی یہ دونوں قسمیں شرح وقایہ، منیۃ المصلیٰ کی شرح الکبیر اور دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔ کبیری کی عبارت جو حکمی دباغت سے متعلق ہے درج ذیل ہے:

یخرج الجلد عن حکم الفساد و یزول النتن عنہ من غیر استعمال شیء من الادویہ، اما بالتتریب ای بالقاء التراب علیہ او القائہ فی التراب فیمص رطوباتہ او بالتشمیس ای بالقائہ فی الشمس او بالقائہ فی الریح فیزیل رطوباتہ فھذہ الدباغۃ معتبرۃ ایضاً عندنا۔

(دواؤں کے استعمال کے بغیر بھی کھال گلنے سڑنے سے بچ سکتی ہے اور اس کی بدبو زائل ہو سکتی ہے، اس طرح کہ اس پر مٹی ڈال دی جائے یا اسے مٹی کے اندر ڈال دیا جائے اور اس کی رطوبتیں جذب ہو جائیں یا دھوپ میں یا ہوا میں ڈال دی جائے جو اس کی رطوبات کو خشک کر دے۔ ہمارے نزدیک یہ دباغت بھی معتبر ہے)۔

میں نے اپنی سابق بحث میں جس دباغت کا ذکر کیا ہے، اس سے مراد حقیقی وفنی دباغت ہے جسے عرف عام میں دباغت کہا جاتا ہے۔ مگر فقہائے حنفیہ کے لیے جو دباغت طہارت و بیع کے لیے معتبر ہے اس کی رو سے مُردہ جانور کی کھال پھینے سے پہلے اسے مٹی یا نمک کی مدد سے یا اس کے بغیر بھی ممکن ہو تو سکھا کر اس کی بُو اور

دینی چاہیے۔ اس کے بعد اس کی خرید و فروخت بلا تردد جائز ہے۔ جہاں تک حلال، ماکول اللحم مگر غیر مذبوح جانور کی گیلی کھال کا تعلق ہے، اس کی بیع کو بھی جو اصحاب جائز سمجھتے ہیں ان کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اُن کا مسلک بھی بالکل بے وزن اور بے اصل نہیں ہے۔ ان میں سے بعض کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں میتہ وغیرہ کی حرمت بیان ہوئی ہے اس کا تعلق اکل و شرب سے ہے اور کھانے کی چیز فقط گوشت ہے۔ دوسرے بعض اجزاء جن کا تعلق کھانے سے نہیں بلکہ دوسری طرح کے استعمال سے ہے، ان سے انتفاع حرام نہیں ہے۔ خود حنفی فقہاء میں سے بعض نے مردار کے پٹھوں، بالوں اور ہڈی سے استفادے کو جائز رکھا ہے۔ سید سابق اپنی کتاب فقہ السنہ جلد اوّل، الطہارہ میں لکھتے ہیں:

عظم المیتة وقرنها وظفرها وشعرها وريشها وجلدها طاهر لان الاصل فی هذه کلها الطهارة ولا دليل على النجاسة۔

(مُردار کی ہڈی، سینگ، ناخن، بال، پر اور جلد پاک ہے۔ کیونکہ ان اجزاء میں اصل طہارت ہے اور نجاست پر کوئی دلیل نہیں)۔

پھر انھوں نے ایک حدیث نقل کی ہے جو دارقطنی اور ابن منذر نے روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبيد الله بن عبد الله ابن عباس انما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الميتة لحمها فاما الجلد والشعر والصوف فلا بأس به۔

[عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردار کا صرف گوشت حرام کیا ہے۔ جہاں تک جلد، بال اور پشم کا تعلق ہے (اس کے استعمال میں) مضائقہ نہیں]۔

اس روایت کو امام ابن الہمام نے بھی فتح القدیر، باب الماء کے آخر میں نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث معلول نہیں اور اس کا درجہ حسن سے کم نہیں۔